15 شوال المکرم سن 3 ہجری

غزوہ اُحد

اسلام کا دوسرا معرکۂ حق و باطل

اسباب، واقعات اور نتائج

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات

قریش مکہ کی تیاریاں: ---------------------------- 4

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قاصد: -------------------------- 5

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مبارک: ------------------------ 5

خواب کی تعبیر: ------------------------------ 5

میدان جنگ کے بارے مشاورت: ------------------------- 6

منافقین کی رائے: ------------------------------ 6

اُحد کی طرف روانگی: ---------------------------- 7

منافقین کی غداری: ----------------------------- 7

صف بندی اور دوبدو لڑائی: -------------------------- 7

جبلِ رماۃ پر مقرر دستہ: --------------------------- 8

خالد بن ولید کا حملہ: ----------------------------- 8

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا درّے سے نیچے اترنا: --------------------- 8

پہلی وجہ... اجتہادی خطا: --------------------------- 9

دوسری وجہ... مذموم دنیا مراد نہیں: --------------------- 10

تیسری وجہ... دہرا ثواب کمانے کا جذبہ: --------------------- 11

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ کی بے پناہ محبت: ------------------- 12

جنگ ہاتھ سے نکل گئی: ------------------------------ 12

حضرت ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ کی دلیری: ------------------------------ 13

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: ------------------------------ 13

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: ------------------------------ 14

حضرت مُصعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت: ------------------------------ 15

حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت: ------------------------------ 15

حضرت زَیّاد بن سَکن رضی اللہ عنہ کی شہادت: ------------------------------ 16

انگلی مبارک پر زخم: ------------------------------ 16

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید: ------------------------------ 16

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار اور سر مبارک زخمی: ------------------------------ 17

گڑھے کی آغوش میں: ------------------------------ 17

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جانثاری: ------------------------------ 18

تیر چلاؤ! میرے ماں باپ قربان: ------------------------------ 18

جَبلِ اُحد سے جنت کی خوشبو: ------------------------------ 19

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت: ------------------------------ 19

دو مبارک دعائیں: ------------------------------ 20

غزوہ اُحد میں چند معجزات کا ظہور: ------------------------------ 21

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

3 ہجری 15 شوال المکرم میں ”غزوہ احد “پیش آیا۔غزوہ بدر میں قریش مکہ کو شکست ہوئی تو بدلہ لینے کے لئے فیصلہ کن اور منظم جنگ کی منصوبہ بندی کرنے میں مصروف ہو گئے، افرادی اور معاشی قوت کو جمع کرنے کے لیے مسلسل محنت شروع کر دی۔

بدر میں مسلمان جس قافلے کے لیے نکلے تھے وہ ابوسفیان کی معیت میں بچ نکلا اور مکہ پہنچ گیا یہ قافلہ جو مال تجارت لے کر آیا تھا قریش مکہ کو اس میں بہت نفع ہوا انہوں نے اس بات پر مشورہ کیا کہ جتنا نفع ہو گا وہ سب اس جنگ میں لگائیں گے۔

قریش مکہ کی تیاریاں:

مشورہ کی مخصوص جگہ ”دارالندوہ“میں اجلاس ہوا اور یہ طے ہوا کہ ارد گرد کے قبائل کو ساتھ ملایا جائے تاکہ فیصلہ کن جنگ ہو، خوب تیاری کی گئی۔ 3000 افراد پر مشتمل لشکر تیار ہوا جن میں سات سو زرہ پوش (جنگی لباس جو لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے) 3000 اونٹ، 200 گھوڑے شامل تھے۔ قریش اپنے ساتھ 15 خواتین بھی لائے تھے اور ان کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ عورتیں جنگی اشعار پڑھ کر اپنے نوجوانوں کو جنگ کے لئے بھڑکائیں گی۔

کچھ اونٹ کھانے کے لئے کچھ باربرداری کے لیے جبکہ کچھ اونٹ اس نیت سے لائے تھے کہ واپسی پر مسلمانوں کے اموال چھین کر ان پر لاد کر لے جائیں گے۔5 شوال المکرم کو قریشی لوگ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قاصد:

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مکہ میں موجود تھے، انہوں نے ایک تیز رفتار قاصد کو خط دے کر بھیجا کہ وہ جلدی پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے عزائم سے آگاہ کرے، وہ قاصد خفیہ راستوں سے ہوتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ پہنچا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیے دو انصاری صحابی حضرت انس اور حضرت مونس رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور ان کے ساتھ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو لشکر کے افراد کی تعداد معلوم کرنے کے لیے بھیجا انہوں نے واپس آکر اطلاع دی کہ ان کی تعداد 3000 ہزار کے لگ بھگ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مبارک:

دوسرے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا ایک خواب سنایا کہ ایک مضبوط قلعہ ہے، اس میں ایک گائے ہے، میرے ہاتھ میں تلوار ہے، میں نے اپنی تلوار کو ہلایا تو اس کا آگے کا حصہ ٹوٹ گیا، پھر میں نے دوبارہ ہلایا تو وہ صحت مند اور اچھی بھلی ہو گئی۔

خواب کی تعبیر:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خواب کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ قلعہ سے مراد مدینہ ہے، گائے سے مراد مسلمانوں کا لشکر ہے اس کے ایک حصہ گرنے سے مراد مسلمانوں کی شہادت ہے... تلوار کا ہلنا جنگ سے کنایہ ہے... اگلے

حصے کا گرنا اس سے مراد جنگ کے حالات خراب ہونا / نقصان ہونا ہے، پھر گائے کا ٹھیک ہونا اس سے مراد ہے جنگ کے حالات کا دوبارہ ٹھیک ہونا ہے۔

میدان جنگ کے بارے مشاورت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یا مدینہ کے اندر رہ کر؟ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر ہی مقابلہ کیا جائے جبکہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اکثر وہ حضرات تھے جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے) کی رائے یہ تھی کہ باہر نکل کر جنگ لڑی جائے مدینہ کے اندر رہ کر لڑنے سے کفار قریش ہمیں کمزور سمجھیں گے۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی خواہش تھی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی:

وَاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا حَتّٰى اَقْتُلَهُمْ خَارِجَ الْمَدِیْنَةِ۔

ترجمہ: اس اللہ کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر ان کو مار نہ ڈالوں۔

منافقین کی رائے:

اس موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ ابن سلول بھی اپنے ساتھ 300 افراد لے کر اپنے غلط مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے شریک ہوا۔ اس کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کی جائے کیونکہ یہ مدینہ کی تاریخ ہے کہ مدینہ کے رہنے والوں نے جب بھی اندر رہ کر جنگ لڑی ہے ان کو فتح ملی ہے۔

اُحد کی طرف روانگی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن عصر کے بعد فیصلہ فرمایا کہ مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور جنگ کی تیاری فرمائی چنانچہ 1000 کا لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینہ سے اُحد کی طرف نکلا، جس میں صرف 2 گھوڑے تھے، ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ دوسرا حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا قائم مقام حاکم بنایا۔ لشکرِ اسلام مغرب سے پہلے مدینہ سے نکلا شیخین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

منافقین کی غداری:

اس موقع پر عبداللہ بن اُبَیّ منافق اپنے ساتھ 300 افراد لے کر یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا کہ جنگ ہمارے مشورے کے مطابق نہیں ہے اس لیے ہم اس میں اپنا نقصان نہیں کرنا چاہتے۔

صف بندی اور دوبدو لڑائی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی فرمائی سامنے مدینہ پشت کی جانب اُحد پہاڑ تھا محفوظ طریقہ پر صفیں بنائی گئیں۔ مشرکین کی طرف سے سب سے پہلے مبارزت (میدان میں مقابلے کے لیے اپنے فریق کو للکار کر لڑنے کی دعوت دینا) کرتے ہوئے میدان میں طلحہ بن ابی طلحہ اترا، مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان میں اترے اور اس کو قتل کیا، اس کے بعد عثمان بن ابی طلحہ

میدان میں آیا تو اس کے مقابلے میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ میدان میں اترے اور اسے قتل کیا پھر ابو سعد بن ابی طلحہ آیا تو اس کے مقابلے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میدان میں اترے اور اسے قتل کر دیا پھر اس کے بعد عمومی جنگ شروع ہوئی اور افراتفری مچ گئی۔

جبلِ رماۃ پر مقرر دستہ:

اُحُد پہاڑ کی ایک طرف دَرَّہ ہے جو جبلِ رماۃ کے نام سے معروف ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ پچاس تیر اندازوں کو مقرر فرمایا اور تاکید کی کہ جب تک میرا حکم نہ ہو آپ لوگوں نے یہاں سے ہٹنا نہیں، چاہے فتح ہو یا شکست۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی جانثاری اور جوانمردی کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور مشرکین بھاگنے پر مجبور ہوگئے کچھ مسلمان ان کو بھگا رہے تھے اور کچھ مال غنیمت اکٹھا کر رہے تھے۔

خالد بن ولید کا حملہ:

دَرَّہ پر مقرر تیر انداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر نیچے اتر کر اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر غنیمت اکٹھی کرنے لگے۔ دوسری طرف خالد بن ولید جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے درہ خالی دیکھا اور اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا درّے سے نیچے اترنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ جب تک میں نہ کہوں آپ نے

یہاں سے نہیں ہلنا چاہے فتح ہو یا شکست۔ اس کے باوجود وہ نیچے کیوں اترے؟

پہلی وجہ... اجتہادی خطا:

پہلی بات یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہاد تھا اور اس میں خطا سرزد ہوگئی۔ اللہ رب العزت نے ان کی اس اجتہادی خطا کو معاف فرما دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ان پر اعتراض کریں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ:152

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھلایا جب تم اللہ کے حکم سے ان (کافروں) کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ جب تم بے ہمت ہو گئے اور ایک معاملہ میں (مورچے پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کے بارے) آپس میں جھگڑا بھی کیا اور تم اس بارے پیغمبر کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس کے بعد اللہ نے تمہیں وہ چیز (میدانِ جنگ میں فتح، دشمن پر غلبہ اور اس سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت) دکھا دی جو تم پسند کرتے تھے۔ تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو دنیا (کے اسباب یعنی مال غنیمت) کا ارادہ کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو آخرت (کے ثواب) کا ارادہ کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے ان سے پھیر دیا (یعنی کچھ وقت کے لیے اپنی مدد موقوف کر دی) پکی بات ہے کہ

اللہ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے اور وہ اہل ایمان پر فضل فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی معافی کا یوں اعلان فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

سورۃ ال عمران، رقم الآیۃ:155

ترجمہ: دو فوجوں کی باہمی لڑائی (غزوہ اُحد) والے دن جو لوگ تم میں سے پیچھے ہٹ گئے، شیطان نے انہیں اُن کے بعض (پہلے والے) گناہوں کی وجہ سے بہکایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس کی بھی معافی دے دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات بخشنے والی اور بردبار ہے۔

فائدہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین محفوظ ہیں۔ محفوظ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک سے بشری تقاضوں کے مطابق کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمے میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے یعنی دنیا میں اس گناہ سے معافی اور اس گناہ کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے معاف فرما دینے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر الزام درست نہیں۔

دوسری وجہ...مذموم دنیا مراد نہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غنیمت کو اکٹھا کرنے کے لیے درے سے نیچے اترے اسی کو قرآن نے مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس دنیا سے وہ دنیا مراد نہیں جس کی قرآن و سنت میں مذمت بیان کی

گئی ہے یعنی جس میں مشغول ہو کر بندہ آخرت سے غافل ہو جائے۔ بلکہ یہاں دنیا سے مراد مال غنیمت ہے اس پر دنیا کا لفظ مجازا بولا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حلال اور پاکیزہ مال ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 69

ترجمہ: اب تم اس غنیمت کے مال میں سے کھاؤ (استعمال میں لاؤ) جو حلال پاکیزہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے، رحم کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر الزام درست نہیں۔

تیسری وجہ... دہرا ثواب کمانے کا جذبہ:

جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کی ابتداء سے مورچے پر مامور تھے، انہیں میدان میں اتر کر لڑائی کا موقع ہی نہ ملا، اگرچہ مورچہ سنبھالنے کا اور پہرے کا ثواب ملا ہے لیکن انہوں نے یہ سمجھا کہ ہمیں میدان میں اتر کر بہادری کے ساتھ لڑنے اور کفار کو بھگانے والی شجاعت کا ثواب نہیں مل رہا۔ اب جب انہیں دشمن کے بھاگ جانے کا اور لشکر اسلام کے فتح یاب ہونے کا یقین ہوا تو وہ نیچے اتر آئے تاکہ دونوں اجر حاصل کر سکیں مورچہ پر پہرے دینے والا بھی اور میدان میں جہاد و قتال کرنے والا بھی۔ جب کفار میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مبارک جذبے کے تحت درے سے نیچے اترے اور

اپنے بھائیوں کے ساتھ مال غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا، اس بابرکت کام میں ان کی مدد کرنے لگے۔

فائدہ: اس وجہ سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید درست نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ کی بے پناہ محبت:

یہ حضرات قُربِ خدا اور قُربِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام پر فائز تھے کہ جہاں ان کی صورتاً لغزش پر بھی محبوبانہ عتاب نازل ہوا۔ لیکن جہاں یہ محبوبانہ عتاب نازل ہوا اسی کے متصل بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان بھی کر دیا اور محبت کی شدت اور انتہاء کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ تسلی پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ فوراً ساتھ دوسری مرتبہ بھی ازراہ شفقت مزید فرمایا کہ بخش دیا ہے۔ اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں محبت بہت زیادہ ہو تاکہ کمال محبت کا اظہار ہو جائے۔

فائدہ: یہ واقعہ تکوینی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کرایا گیا تاکہ خدا تعالیٰ کی ان سے محبت سب کے سامنے آشکار ہو سکے، ان سے محبت خداوندی کا اظہار ان کے لیے اعزاز ہے ان پر الزام نہیں۔

جنگ ہاتھ سے نکل گئی:

خالد بن ولید جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے شدید حملہ کر دیا جس کے بعد مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا صرف دس افراد درہ پر باقی بچے تھے اور گیارہویں حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے سب شہید ہو گئے اب جیتی ہوئی جنگ بظاہر ہاتھ سے نکل گئی۔ اس افراتفری کی شدید کیفیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے چند مہاجرین و انصار صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

حضرت ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ کی دلیری:

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انتہائی بہادر اور نڈر تھے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عطا فرمائی تو انہوں نے اپنے سر پر ایک سرخ عمامہ باندھا اور میدان میں دلیروں کی طرح کود پڑے اور اشعار پڑھتے ہوئے کفار کی صفوں کو چیرتے گئے اور جس طرف رخ کرتے کفار کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے اور جو شخص بھی سامنے آتا اس کی لاش زمین پر گرتی۔

ایک عجیب واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ابو سفیان کی بیوی ہند آئی پہلے تو اس پر تلوار اٹھائی لیکن فوراً اور روک لیا کہ مرد کو زیب نہیں عورت پر تلوار چلائے اور پھر وہ تلوار بھی نبوت کی عطا کردہ ہو۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب بھی اس جنگ میں شریک تھے، آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ (یعنی اللہ اور اس کے رسول کا شیر) قرار دیا تھا۔

غزوہ بدر میں جبیر بن مطعم کے چچا طُعَیمہ بن عدی کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا جبیر کو اس کا بہت صدمہ تھا انتقام کے طور پر جبیر نے اپنے غلام وحشی بن حرب سے کہا: اگر تو میرے چچا کے قاتل حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو قتل کرے تو تو آزاد ہے چنانچہ جب کفار قریش غزوہ احد کے لیے مکہ سے روانہ

ہوئے تو وحشی بھی ان کے ہمراہ چل پڑے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں بڑی جوانمردی سے لڑ رہے تھے جب جنگ اُحد شروع ہوئی تو کفار کی طرف سے سباع بن عبد العزیٰ میدان میں للکارتا ہوا آیا تو اس کے مقابلہ کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے اترے اے سباع! اے عورتوں کے ختنے کرنے والی عورت کے بیٹے! تو اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرے گا پھر اس پر تلوار سے وار کیا اور ایک ہی وار سے اسے واصل جہنم کر دیا۔

وحشی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے پیچھے کی طرف سے حملہ کر دیا اور نیزہ مارا جو کہ ناف کی طرف سے پار ہو گیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس حملے کی شدت کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر بعد شہید ہو گئے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں بڑی بہادری اور دلیری سے لڑے آپ کا مقابلہ ابو سفیان سے ہوا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان پر وار کرنا چاہا لیکن ایک کافر نے آپ پر پیچھے کی جانب سے حملہ کر دیا جس سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے حنظلہ کو دیکھا کہ فرشتے ان کو چاندی کے برتنوں سے بادل کے پانی سے غسل دے رہے ہیں اس لئے ان کو " غَسِیْلُ الْمَلَائِکَۃِ " کہا گیا اور اسی لقب سے مشہور ہوئے۔

ان کی بیوی جن کا نام جمیلہ تھا صحابیہ تھیں اور عبد اللہ بن ابی رئیس

المنافقین کی بہن تھیں جب ان سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ فجر کے وقت عدم غسل کی حالت میں ہی میدانِ جنگ چلے گئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک رات قبل ان کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہوئے اور پھر وہ دروازہ بند ہو گیا۔بیوی نے اس خواب سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تعبیر سمجھی اور وہ تعبیر پوری ہوئی۔

حضرت مُصعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جب دشمن نے دَرّہ کے راستے سے حملہ کیا تو مسلمانوں کی صفوں کی ترتیب باقی نہ رہی اور کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب پہنچ گئے۔ اُحد میں مسلمانوں کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مردانہ وار لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔آپ رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی تو کسی نے یہ خبر پھیلا دی کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔

حضرت یمَان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اس خبر کو سنتے ہی مسلمانوں کے لشکر میں بدحواسی پھیل گئی جس کی وجہ سے اپنے اور پرائے کا علم نہ رہا، اسی گھمسان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

افراتفری کے عالم میں مسلمانوں کو پتہ نہ چلا اور حضرت یمان رضی اللہ عنہ اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بہت آواز لگائی لیکن اتنے شور میں کوئی کیسے سنتا؟

حضرت زِیّاد بن سکن رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ لڑتے رہے یہاں تک کہ زخمی ہوکر گر پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو میرے قریب لاؤ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے آئے۔

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے اپنے رخسار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں پر رکھ دیے اور اسی حالت میں شہید ہوگئے۔

انگلی مبارک پر زخم:

حضرت جندب بن سفیان بَجَلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی پر پتھر سے چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے انگلی مبارک سے خون نکل پڑا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ

تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی ہے

وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ

اور تجھے یہ تکلیف بھی تو اللہ کے راستے میں ہی آئی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید:

عُتبہ بن ابی وقاص جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے

بھائی تھے انہوں نے اس افرا تفری کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا اور پتھر پھینکا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید اور نچلا ہونٹ مبارک ہو زخمی ہو گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جتنا حریص اپنے بھائی کے قتل کا ہوں اتنا کسی کے قتل کا نہیں۔

آپ ﷺ کے رخسار اور سر مبارک زخمی:

عبد اللہ بن قَمِئَہ نے بھی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا یہ قریش کا مشہور پہلوان تھا اس نے اتنی شدت سے حملہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسار مبارک زخمی ہو گئے اور خَود (لوہے کی بنی ہوئی جنگی ٹوپی کے) دو حلقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے میں گھس گئے۔ عبد اللہ بن شہاب (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) نے پتھر مارا جس سے پیشانی مبارک زخمی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں سے خون بہنے لگا جس کو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ (جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں) نے چوس کر نگل لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ مَسّ دَمِی دَمَہُ لَمۡ تُصِبۡہُ النّارُ۔

ترجمہ: جس کے خون میں میرا خون بھی شامل ہو جائے اس پر جہنم کی آگ اثر نہیں کرے گی۔

گڑھے کی آغوش میں:

ابو عامر فاسق نے ایک گڑھا مسلمانوں کے لیے تیار کر رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس گڑھے کی آغوش سے جا ملے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک کو سہارا دیا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر باہر نکالا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جانثاری:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے تو جسم پر زرہوں (لوہے کا بنا ہوا جنگی لباس) کی وجہ سے چڑھنا مشکل تھا اور زخمی ہونے کی وجہ سے ضعف اور کمزوری ہو گئی تھی تو اس موقع پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بیٹھ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر اپنے پاؤں مبارک رکھے اور اوپر چڑھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اَوْجَبَ طَلْحَةُ۔

طلحہ نے اپنے لئے جنت کو واجب کر لیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے ہاتھوں سے روکتے رہے یہاں تک کہ ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے بدن پر اُحد کے دن 35 یا 39 زخم لگے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: احد کا سارا دن ہی طلحہ کی جانثاری کا دن ہے۔

تیر چلاؤ! میرے ماں باپ قربان:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے ماہر تیر انداز تھے اُحد

کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر ان کو دیے اور فرمایا: اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔ تیر چلاؤ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار تیر چلائے۔

جَبلِ اُحد سے جنت کی خوشبو:

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں اُحد میں بڑی دلیری سے لڑتے رہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی غلط خبر مشہور ہوگئی تو حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں تو کیا ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تو زندہ ہے جس دین کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہم بھی اسی دین کی خاطر جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں گے کیونکہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر بھی کیا کرنا ہے؟

اس کے بعد لشکرِ کفار میں گھس گئے اور شہادت تک لڑتے رہے شہادت سے قبل فرمانے لگے کہ مجھے اُحد کہ پہاڑوں سے جنت کی خوشبو آتی ہے اور اس دن آپ رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر تیر اور تلوار کے 80 سے زائد زخم لگے تھے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ اس جنگ میں بڑی بہادری اور دلیری سے لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ کے جسم پر تیر اور تلوار کے ستر زخم تھے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن

ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش شروع کی بالآخر جب میں ان کے پاس پہنچا ان کے جسم میں ابھی تک زندگی کے کچھ آثار باقی تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ کی ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا اور یہ بھی کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پوچھتے ہیں آپ اس وقت اپنی حالت کیسی پاتے ہیں؟

حضرت سعد رضی اللہ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ تم پر بھی سلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سلام کہنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس وقت جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم سے کہہ دینا کہ تمہارے ہوتے ہوئے نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی تکلیف پہنچی اور تم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی ہوئی تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہو گا یہ کہہ کر روح پرواز کر گئی۔

دو مبارک دعائیں:

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے ملے اور جنگ سے پہلے دونوں نے یہ بات طے کی کہ ہم دونوں الگ بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

ایک نے دعا مانگی کہ جنگ کے دن میرا مقابلہ کسی جنگجو مشرک سے ہو اور وہ مجھے شہید کر دے۔ دوسرے نے دعا مانگی کہ میرا مقابلہ کسی جنگجو سے ہو جائے اور میں اس کو قتل کر دوں چنانچہ جنگ کے دن ایسا ہی ہوا۔

ابی بن خلف کا قتل:

دشمنِ اسلام ابی بن خلف جس نے ایک گھوڑا اس نیت سے پالا تھا کہ اس پر سوار ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا (نعوذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میں ہی قتل کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

احد والے دن جنگ کے دوران آمنا سامنا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس کھڑے ایک صحابی سے نیزہ لیا اور اس کی گردن پر دے مارا جس سے وہ چیختا چلاتا وہاں سے دوڑا اور وہ دوڑتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قتل کر ڈالا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اتنا معمولی سا زخم ہے اس پر اتنا چیخ رہا ہے یہ کوئی اتنا بڑا اور گہرا زخم بھی نہیں۔ تو وہ کہنے لگا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا اور اللہ کی قسم اگر یہ تکلیف تمام عرب میں تقسیم کر دی جائے تو سب لوگ مر جائیں گے مقام سَرف میں اسی تکلیف سے مر گیا۔

نوٹ: دنیا کے دو انسان سب سے زیادہ بد بخت اور بد نصیب ہیں ایک وہ جو کسی نبی کو شہید کرے، دوسرا وہ جسے نبی اپنے ہاتھوں سے قتل کرے۔

غزوہ اُحد میں چند معجزات کا ظہور:

1: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہوئی اور رخسار کی طرف نکل آئی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کو اس

کی جگہ رکھ کر لعاب مبارک لگایا اور دعا دی، جس کی برکت سے وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی۔

:2 حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک چھڑی عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں جاتے ہی تلوار بن گئی،اس کا نام ”العرجون“ تھا۔

:3 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان مبارک کی تانت (کمان میں موجود وہ رسی نما دھاگہ جس پر تیر رکھ کر کھینچا جاتا ہے)ٹوٹ گئی ، یہاں تک کہ قابل استعمال نہ رہی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کی برکت سے وہ اتنی لمبی ہوگئی کہ کمان پر لپیٹنی پڑی۔

:4 اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی مدد کے لیے آسمانوں سے فرشتے بھیجے، جن میں حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام شامل تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کافروں کو دیکھتے تھے کہ ان کی گردنیں کٹ کٹ کر گر رہی تھیں جبکہ مقابلے میں کوئی انسان موجود نہیں تھا۔

اس غزوہ میں ابتداءً مسلمان فاتح ہوگئے اور پھر درمیان میں کچھ نقصان ہوا، اس کے بعد اللہ تعالی نے فضل فرمایا اور مسلمان سنبھل گئے مزید نقصان نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت، محبت اور ان کی اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام